20 رمضان المبارک

فتح مکۃ المکرمۃ



خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

عنوانات ایک نظر میں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کی خوشخبری عطا فرمائی۔

فتح مکہ کی خوشخبری:

اس کے لیے سورۃ النصر نازل ہوئی:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۠﴿۳﴾

سورۃ النصر

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور آپ لوگوں کو دیکھ لو کہ وہ گروہ در گروہ اللہ کے دین (اسلام) میں داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور اس سے مغفرت مانگیں۔ یقیناً وہ ذات بہت زیادہ معاف کرنے والی ہے۔

حضرت عباس ﷺ رونے لگے:

جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں تلاوت فرمایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کو سن کر رونے لگے۔ رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس میں جہاں فتح مکہ کی بشارت ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے جانے کے اشارے بھی ہیں۔

ابتدائی حالات:

سن 8 ہجری ماہ رمضان المبارک میں مکہ فتح ہوا۔ جس وقت صلح حدیبیہ کا عہد نامہ مرتب ہوا اس وقت دوسرے قبیلوں کو مکمل طور پر یہ اختیار دیا گیا کہ وہ جس کسی کے عہد میں شامل ہونا چاہیں، ہو جائیں۔ قبیلہ بنو خزاعہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے عہد میں جبکہ بنو بکر قریش کے عہد میں شامل ہوا۔

معاہدہ کی خلاف ورزی:

شروع میں معاہدہ صلح ہو جانے کے بعد فریقین ایک دوسرے سے بے خطر ہو گئے لیکن قبیلہ بنو بکر نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور قریش کے لوگ بھی اپنے چہروں پر نقاب ڈالے اس میں شریک ہوئے یہاں تک کہ ان کے گھروں میں گھس گھس کر اُن کو قتل کیا اور اُن کا مال و اسباب لوٹ لیا۔

قریش کے سامنے تین شرائط:

دوسرے دن عمرو بن سالم خزاعی 40 آدمیوں کا ایک وفد لے کر مدینہ منورہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور صورتحال سے آگاہ کیا، بنو بکر کی اس عہد خلافی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت دکھ پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کے حل کے لیے چند شرائط پیش کیں:

1: مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے۔

2: قریش؛ بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

3: اعلان کرا دیا جائے کہ حدیبیہ کی صلح ختم ہو گئی ہے۔

ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) کی تجدید عہد کے لیے مدینہ آمد:

متکبرانہ مزاج ہمیشہ غلط فیصلوں پر اکساتا اور بعد میں ندامت سے دوچار کرتا ہے یہی حال قریش کا ہوا، پہلے تو کہہ دیا کہ ہمیں تیسری شرط قبول ہے لیکن بعد میں اس کے برے نتائج سوچے تو فوراً ابو سفیان کو سفیر بنا کر مدینہ منورہ روانہ

کیا کہ وہ سابقہ عہد کی تجدید کرا لائیں۔

تجدید عہد کا انوکھا طریقہ:

ابو سفیان خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور تجدید عہد کی بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، ابو سفیان نے بہت کوشش کی لیکن بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی جواب نہ ملا بالآخر ابوسفیان نے مسجد نبوی میں جاکر یہ اعلان کیا کہ میں نے "معاہدہ حدیبیہ" کی تجدید کرا لی ہے۔

نہ صلح نہ جنگ:

مکہ مکرمہ واپس پہنچ کر جب ابو سفیان نے قریش کو سارا ماجرا بتلایا تو اُنہوں نے کہا کہ یہ نہ تو صلح ہے اور نہ ہی جنگ، لہٰذا اب ہم آرام سے نہیں بیٹھ سکتے، اب جنگ کی تیاری کی جائے۔

اہل اسلام کی تیاریاں:

دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ جانے کی تیاریاں مکمل کر لیں اور اپنے اتحادی قبائل کو مکہ کی طرف ہمراہ جانے کا پیغام بھیج دیا، یہاں اس بات کی پوری کوشش کی گئی کہ قریش مکہ کو ہماری آمد کی اطلاع کسی صورت نہ ہونے پائے۔

عقیدہ ختم نبوت کا اظہار:

8 ہجری 10 رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 10 ہزار کا لشکر اسلام لے کر جانب مکہ روانہ ہوئے، راستے میں مقام ذوالحلیفہ یا جحفہ پہنچے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ ملے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ہجرت

آخری ہجرت ہے اور میری نبوت آخری نبوت ہے۔ حکم دیا کہ سامان مدینہ بھیج دیں اور آپ ہمارے ساتھ رہیں۔

چند افراد کا قبول اسلام:

جب آپ مقام "ابواء" پر پہنچے تو ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن امیہ رضی اللہ عنہ قبول اسلام کی غرض سے آپ کو ملے۔ ابو سفیان بن حارث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی ہیں۔ انہوں نے سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ اہل اسلام کے بہت بڑے دشمن تھے۔ اپنی اہلیہ اور بیٹے جعفر کے ہمراہ راستے میں ملے، خدمت نبوی میں حاضر ہونا چاہا، پہلے پہل تو اجازت نہ ملی یہاں تک کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سفارش پر بھی اجازت نہ ملی۔ جس پر ابو سفیان بن حارث نے کہا کہ اگر خدمت اقدس میں حاضری کی اجازت نہ ملی تو بیوی بچوں کو لے کر بہت دور چلا جاؤں گا اور بھوکا پیاسا مر جاؤں گا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو دریائے رحمت جوش میں آیا۔ اجازت عطا فرمائی۔ ابو سفیان اور ان کی اہلیہ نے اسلام قبول کیا۔

مَرُّ الظَّہرَان پر پڑاؤ:

ایک ہفتہ کی مسافت طے کرنے کے بعد لشکر اسلام نے مکہ سے کچھ پہلے مقام "مر الظہران" پر عشاء کے وقت پڑاؤ ڈالا، عسکری حکمتِ عملی کے تحت لوگوں کو دور دور تک پھیلا دیا گیا اور کہا گیا تمام لوگ اپنی اپنی جگہوں پر آگ روشن کر دیں۔

قریش کا تجسس:

قریش کو اس کی خبر ہوئی تو اُنہوں نے ابوسفیان بن حرب اور کچھ لوگوں کو بغرض تجسس بھیجا۔ابوسفیان سے ایک شخص نے کہا کہ شاید یہ بنوخزاعہ کے لوگ ہیں جو بدلہ لینے آئے ہیں۔ابوسفیان نے کہا: نہیں، ان کے پاس اتنے لوگ کہاں؟ جبکہ ادھر دوسری طرف معاملہ یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مسلمانوں اور ان کے لشکر کی حالت کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے ساتھ مکہ کو فتح کیا تو قریش کی خیر نہیں۔ ہاں اگر کسی طریقہ سے قریش کو خبر ہو جائے اور وہ آکر امن میں داخل ہو جائیں تو بہتر ہے۔اسی فکر میں نکلا کہ چند آدمیوں کی آوازیں میرے کانوں میں پڑیں، جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے، میں نے ان کو پہچان لیا، ابوسفیان نے مجھ سے لشکر کا حال معلوم کرنا چاہا تو میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے لشکر کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔

ابوسفیان بن حرب (رضی اللہ عنہ) کو امان:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوسفیان نے کہا کہ پھر مجھے کیا کرنا چاہیے ؟ میں نے کہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر امن حاصل کر لو۔ چنانچہ میں ابوسفیان کو سواری پر بٹھا کر لے چلا، راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو فرمانے لگے: الحمد للہ آج ابوسفیان کسی معاہدہ کے بغیر ہی قابو میں آگئے، مگر میں نے بہت جلدی سے ابوسفیان کو خدمت نبوی میں حاضر کیا۔ پیچھے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے عرض کی: اجازت دیجیے! میں ابوسفیان کی گردن ماردوں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امن عطا فرمایا۔ دوسرے دن ابوسفیان حاضر خدمت ہوئے اور صدق دل سے مسلمان ہوگئے۔

عسکری حکمت عملی:

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ تاکہ وہ مجاہدین اسلام کے جاہ وجلال کا خوب اچھی طرح مشاہدہ کرسکیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو پہاڑی کی چوٹی پر لا کھڑا کردیا۔ انہوں نے لشکر اسلام کی جاہ و جلال اور عسکری قوت کا مظاہرہ کیا۔ یہ عسکری حکمت عملی تھی کہ اپنی افرادی قوت کا پوری قوت سے اظہار کرو۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ خوب سمجھ گئے کہ قریش اس لشکر اسلام کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکتے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اعزاز:

اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ابوسفیان سردارانِ مکہ میں سے ہیں، فخر کو پسند کرتے ہیں، لہٰذا اِن کے لئے کوئی قابل فخر اعلان ہونا چاہیئے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعلان کرادو کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امن ہے۔ اسی طرح:

- اسے بھی امن دیا جاتا ہے جو ہمارا مقابلہ نہ کرے اور اپنا گھر بند کرلے۔
- اسے بھی امن دیا جاتا ہے جو مسجد میں داخل ہوجائے۔
- اسے بھی امن دیا جاتا ہے جو ہتھیار ڈال دے۔

❖ اسے بھی امن دیا جاتا ہے جو حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے۔

❖ اسے بھی امن دیا جاتا ہے جو ابورُویحہ کے جھنڈے تلے آجائے۔

لشکر اسلام آگیا ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہمارے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے قریش کو لشکر اسلام کی خبر کر دو اور معافی کا اعلان بھی سنا دو۔ چنانچہ ابو سفیان نے بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قریشیوں کو خطاب کیا: لشکر اسلام آگیا ہے جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قریشیوں نے کہا: پھر کیا کریں؟ تو ابوسفیان نے معافی کا اعلان بھی ساتھ ہی سنا دیا۔

حرم کعبہ سے بت نکال دیے گئے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ میں داخل ہوئے، ہاتھ مبارک میں ایک کمان تھی، وہی بیت اللہ جو ساری دنیا میں اللہ کی وحدانیت کا مرکز تھا اسی کے گرد اور چھت پر 360 بت رکھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک بت کو کمان مارتے اور فرماتے: ”حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بت حرم سے نکال دینے کا حکم فرمایا۔

مشرکین کی ہلاکت کی بددعا:

اِس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی پر بیٹھ کر ہی طواف کیا، حجر اسود کا بوسہ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر خانہ کعبہ کھولا گیا۔ آپ اس میں داخل ہوئے تو تصویریں نظر آئیں جن میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تصویریں بھی بنائی گئی تھیں۔ ان کی تصویروں کے ہاتھ میں

فال کے تیر تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ مشرکین کو ہلاک کرے، خدا کی قسم اِن دونوں پیغمبروں نے کبھی بھی فال کے تیر استعمال نہیں کیئے۔ ملائکہ کی تصویروں پر نظر پڑی تو فرمایا: مشرکین پر اللہ کا غضب ہو فرشتے نہ تو مرد ہیں اور نہ ہی عورت۔ پھر ان کو مٹا دینے کا حکم فرمایا۔ جب کعبہ کی چھت پر نظر ڈالی تو ہر طرف بت ہی بت نظر آئے جنہیں دیوار کے ساتھ چونے کے ساتھ لگایا گیا تھا۔ ہبل نامی بت کعبہ کے بالکل وسط میں رکھاہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے جاتے اور بت خود ہی گرتے جاتے تھے۔

غسل کعبہ (زادھا اللہ شرفا):

اس کے بعد بیت اللہ کو زم زم کے پانی سے غسل دیا گیا۔ یہ رمضان المبارک کی 20 تاریخ تھی۔

اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا:

آپ صلی اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک میں کعبۃ اللہ کی چابی تھی، قریش گردنیں جھکائے کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے مخاطب ہوئے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا سارے گروہوں کو شکست دی۔ اے قریش! اللہ نے تم سے جہالت کی نخوت اور باپ دادے پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الحجرات کی آیت تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا

وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ:13

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ متقی ہو۔ یقیناً اللہ جاننے والے، خبر رکھنے والے ہیں۔

عام معافی کا اِعلان:

اِس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشیوں کو مخاطب کر کے فرمایا: کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ تو قریش مکہ بیک زبان بول اٹھے: آپ کریم بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی: لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ آج تم پر کوئی عتاب نہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں، اذان ہو چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔

معافی سے مستثنیٰ چند افراد:

عام اہل مکہ کو تو معافی مل گئی البتہ نو مرد اور چار خواتین کو اس معافی سے دور رکھا گیا۔ ان کے بارے میں حکم دیا کہ جہاں بھی ملیں قتل کر دیں۔ مگر ان میں بھی سوائے چند کے باقی لوگ اسلام لے آئے اور انہیں بھی معافی دی گئی۔

1: عکرمہ بن ابی جہل اہل اسلام کا سخت دشمن، بالکل اپنے باپ ابو جہل جیسا۔ فتح مکہ کے دن اہل اسلام کے ہیبت کی وجہ سے مکہ سے بھاگ نکلا، ان کی

بیوی ام حکیم مسلمان ہو گئیں۔ وہ اپنے شوہر کی تلاش میں نکلیں، بالآخر ان سے ملیں اور کہا: میں ایسے شخص کے پاس سے آئی ہوں جو دنیا بھر کے تمام انسانوں سے زیادہ حلم والا، کرم والا اور صلہ رحمی کرنے والا ہے اور اس نے تجھے امن دیا ہے۔ حاضر خدمت ہوئے اور عکرمہ سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن گئے۔

2: صفوان بن امیہ کے بارے بھی حکم تھا کہ جہاں ملے قتل کر دیا جائے۔ یہ مکہ سے جدہ بھاگ گیا، حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے امن کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی اور امن کی علامت کے طور پر اپنا عمامہ مبارکہ جو فتح مکہ کے روز آپ نے باندھا ہوا تھا حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جدہ جا کر صفوان کو امن کی اطلاع دی۔ جدہ سے واپس مکہ آئے، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا کہ مجھے دو مہینوں کا اختیار دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار ماہ کا اختیار دیا بالآخر یہ بھی مسلمان ہو گئے۔

3: عبداللہ بن ابی سَرح بھی انہی لوگوں میں سے تھے جنہیں معافی سے دور رکھا گیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کو لے حاضر ہوئے اور امن کی درخواست کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی۔

4: عبداللہ بن زِبَعریٰ بھی انہی لوگوں میں تھے، بھاگ کر نجران چلے گئے، کچھ عرصہ بعد وہاں سے لوٹ کر واپس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

5: وحشی بن حرب ان لوگوں میں تھے بلکہ انہوں نے غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، فتح مکہ کے دن یہ بھاگ کر طائف چلے گئے، بعد میں کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے حاضر خدمت

ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول فرمایا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کے بعد مسیلمہ کذاب کو اسی آلے سے قتل کیا جس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔

:6 ہند بنت عتبہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی اسلام لے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسلام کو بھی قبول فرمایا۔

فتح مکہ کے نتائج:

فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کرنا اور راہ خدا میں خرچ کرنا بہت دشوار تھا جبکہ فتح مکہ کے بعد بالخصوص جب قبائل عرب فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے تو یہ دشواری کم ہو گئی، اس لیے فتح مکہ سے پہلے جو راہ خدا میں خرچ کا اجر تھا فتح مکہ کے بعد کم ہو گیا۔ قرآن کریم میں ہے: تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے مال خرچ کیا اور راہ خدا میں جہاد کیا وہ اور جو فتح مکہ کے بعد خرچ کرنے والے ہیں دونوں برابر نہیں۔ بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے بعد میں خرچ کرنے والوں کی نسبت سے بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں۔

دین اسلام سے وابستہ لوگوں بالخصوص اس کی اشاعت و تحفظ کرنے والوں کے لیے فتح مکہ کے واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ اسلام پر عمل کرنے اور اس کے لیے سختیاں برداشت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ضرور سرخرو فرماتے ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ذاتی رنجشیں، قومی، علاقائی اور خاندانی دشمنیاں یہاں تک کہ اپنے جان ومال کے دشمنوں کو اللہ کے دین کے لیے معاف کرنا اسوۂ پیغمبری ہے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن